مثنوی حقوق اولاد

ایک باپ اور بیٹے کی گفتگو (جس مین والدین کو
اولاد کے اصلی اور رسمی حقوق سے آگاہ کیا گیا ہے)

مرتبہ خاکسار الطاف حسین حالی

۱۸۸۷ء

باہتمام مولوی فضل الدین صاحب صحاف مطبع صحافی
واقع لاہور مین چھپی

قیمت ۲ – ۶ پائی

دفعہ اول ۱ تعداد جلد ۱۴۰۰

مثنوی

حقوق اولاد

سنہ ۱۳۰۴ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حقوق اولاد

لاڈلا بیٹا تھا اک ماں باپ کا — جان ماں کی اور ایماں باپ کا

دیکھ اُسے ہوتے تھے دونو باغ باغ — تھا وہی لے دے کے اُس گھر کا چراغ

بال بیکا اُس کا ہوتا تھا اگر — دل کو رہ جاتے تھے دونو تھام کر

ہر طرح اُسکی رضا مقصود تھی — جان تک اُسکے لئے موجود تھی

وقف تھی سب اُسپہ دولت اور مال — پر نہ تھا تعلیم کا اُس کی خیال

روک ٹوک اُسکی کسی نے کی نہ تھی — باپ نے جھڑکی تک اُسکو دی نہ تھی

گھور سے واقف نہ تھا اُستاد کی
شکل دیکھی ہی نہ تھی جلاّد کی

راہ سے مکتب کی کتراتا تھا وہ
نام سے پڑھنے کے گھبراتا تھا وہ

لکھنے پڑھنے کی نہ تھی ترغیب کچھ
گوشمالی تھی نہ تھی تادیب کچھ

تربیت کے بدلے لاڈ اور پیار تھا
لہو و بازی میں سدا سرشار تھا

کھیل میں کرتا تھا برباد آپ کو
اور کچھ پروا نہ تھی ماں باپ کو

جانتے تھے گھر میں ہے دولت بہت
لکھنے پڑھنے کی نہیں حاجت بہت

نوکری کرنی نہیں اسکو تلاش
ہے اسی کے واسطے ساری معاش

گو رہے بے علم اور نادان یہ
پر کسی صورت چڑھے پروان یہ

پیروی کی اک خیالِ خام کی
فکر دونوں نے نہ کی انجام کی

جب ہوا وہ ناز پروردہ جوان
رنگ لائیں اُن کی بے پروائیاں

آپڑا اوسکا وہی آخر کو رنگ
لاڈلے بیٹوں کا جو ہوتا ہے ڈھنگ

سامنا ماں باپ کا کرنے لگا
ہمسری کا اونکی دم بھرنے لگا

حق تو اُنکے اس سے کیا ہوتے ادا
اور ناراض انکو وہ رکھنے لگا

تھیں ادائیں اُسکی اکثر ناپسند　　کارگر اُسکو ملامت تھی نہ پند

جہل و نادانی کی تھیں طغیانیاں　　رات دن کرتا تھا نافرمانیاں

اُسکو صحبت تھی تو تھی اغیار سے　　اُسکی ملت تھی تو تھی انفار سے

شہر میں آوارہ کہلاتا تھا وہ　　چوک میں پاتا تھا جب پاتا تھا وہ

خوف ہوتا تھا نصیحت کا جہاں　　جا کے بھولے سے نہ پھرتا تھا وہاں

پند سنے ناصح کی نفرت تھی اوسے　　سایہ سے اچھوں کے وحشت تھی اوسے

گھر میں آ اک اک سے لڑ جاتا تھا وہ　　باتوں باتوں میں بگڑ جاتا تھا وہ

نفس پر اپنے نہ کر سکتا تھا جبر　　نام کو اُس میں تحمل تھا نہ صبر

دل پہ قابو زینہار اُسکو نہ تھا　　اور زباں پہ اختیار اُسکو نہ تھا

جو وہ کرتا تھا اُسے بھرتے تھے سب　　اُس سے چھوٹے اور بڑے ڈرتے تھے سب

اصل میں کچھ بد نہ تھی اُسکی سرشت　　کر دئے تھے جہل نے اطوار زشت

گو نہ مطلق آدمیت اُس میں تھی　　پر جھلکتی قابلیت اُس میں تھی

بدچلن تھا پر نہ تھی طینت بری　　فطرت اچھی تھی مگر عادت بری

چڑھ رہا تھا اُسپہ صحبت کا رنگ — لگ رہا تھا روشن آئینہ کو زنگ

ذات مین اُسکی شرارت تھی بشر — ہوگیا تھا بد دون مین بیٹھکر

جب گئی حالت بگڑ حد سے سوا — آگیا دم ناک مین ماں باپ کا

باپ نے اک روز گھر مین بیٹھکر — یون کہا بیٹے سے اے جانِ پدر

یاد ہیں وہ دن بھی تمکو یا نہیں — جبکہ یہ رعنائیاں تم مین نہ تھیں

جب خبر اپنی نہ تھی کچھ آپ کو — جانتے تھے تم نہ ماں اور باپ کو

پاسباں تھے آپکے ماں باپ جب — گوشت کا اک لوتھڑا تھے آپ جب

ہل نہ تم سکتے تھے بے امداد غیر — تھے نہ اُڑنے کے پر چلنے کے پیر

ہاتھ اور بازو یہ سب بیکار تھے — سخت بے بس تھے تم اور لاچار تھے

آنکھ سے چھیڑ چھاڑ اسکتے نہ تھے — مُنہ سے مکھی تک اُڑا سکتے نہ تھے

آگ پانی مین نہ تھی تم کو تمیز — تھا تمہیں زہر و امرت ایک چیز

رات دن یکساں سب اُسپر تھا تمہیں — دھوپ اور سایہ برابر تھا تمہیں

بھوک مین بے چین ہو جاتے تھے جب — اپنی بے چینی سے تھے تم بے خبر

پیاس لگتی تھی تو روتے تھے سدا
مانگنا پانی مگر آتا نہ تھا

کھا لیا جو کچھ دیا تمکو کھلا
پی لیا جو کچھ دیا تمکو پلا

تلخ و شیریں میں نہ تھا کچھ امتیاز
اس سے رغبت تھی نہ اُس سے احتراز

یہ زبان زوری کہیں صلا نہ تھی
تھی زبان مُنہ میں مگر گویا نہ تھی

سب کو رو رو کر جگاتے تھے مگر
اپنے رونے کی نہ تھی تمکو خبر

تھی نہ اپنے نفع و نقصاں کی سمجھ
درد کی سُدھ تھی نہ درماں کی سمجھ

دیتے تھے بہر شفا دارو اگر
سر پہ رو رو تم اُٹھا لیتے تھے گھر

گرمی اور سردی میں جب کپڑے تمہیں
ہم پہناتے تھے تو کرتے تھے ضدیں

کیچڑ اور گارے سے نفرت کچھ نہ تھی
اور نجاست سے کراہت کچھ نہ تھی

دھیان اگر ہوتا نہ دم ماں باپ کا
کون رکھوالا تھا اُس دم آپ کا

دل کا کہہ سکتے نہ تھے تم مدعا
جانتے تھے کچھ نہ رونے کے سوا

بھوکے یا پیاسے اگر ہوتے تھے تم
کچھ نہ کہتے تھے مگر روتے تھے تم

ہم سمجھ لیتے تھے لیکن مدعا
بھوک کا رونا ہے یا ہے پیاس کا

پیاس میں مضطر جو پاتے تھے تمہیں
بن کہے پانی پلاتے تھے تمہیں

بھوک میں گر دیکھتے تھے بیقرار
دودھ تھے تمکو پلاتے بار بار

روپ تھے معلوم سارے آپکے
سب سمجھتے تھے اشارے آپکے

تمکو کچھ تکلیف ہوتی تھی اگر
خود بخود تھی دل کو ہو جاتی خبر

چین ہو جاتا تھا سارا بیطرف
پھرتے تھے بیتاب دوڑے ہر طرف

حالتیں سب تھے تمہاری جانتے
آپکے تیور تھے ہم پہچانتے

ہوتے تھے بیمار دور از حال جب
رات دن سہتی تھی ماں رنج و تعب

بارہا آنکھوں میں کٹ جاتی تھی رات
اک بلا آتی تھی جب آتی تھی رات

ڈرتے تھے تم غیر عورت سے سدا
ماں کی گودی سے نہ ہوتے تھے جدا

اوپری صورت سے تھے تم بھاگتے
دودھ ہرگز غیر کا پیتے نہ تھے

پر کبھی تم سے دریغ اسکو نہ تھی
گر تمہارے کام آتی جان بھی

آج بیماری سے فرصت تھی نہ کل
آج چیچک کل تھا پسلی کا خلل

کرتے تھے سیانوں کی جا منتیں
مانتے تھے نت ہزاروں منتیں

ناز اُٹھاتے تھے طبیبوں کے سدا — ڈھونڈتے پھرتے تھے شربت اور دوا

عاملوں اور سیانوں نے جو مانگا دیا — مُنہ نہ پیسے کا کبھی ہمنے کیا

سخت بیماری کو جب پاتے تھے ہم — فکر کے مارے گھُلے جاتے تھے ہم

رات اور دن ماں الگ تھی بیقرار — باپ پھرتا تھا الگ زار و نزار

التجائیں کرکے ہم لیتے تھے نام — کرتے تھے تم پہ سُوپے صبح و شام

آنکھ پہ آتا تھا گر میل آپ کے — دم پہ بن جاتی تھی ماں اور باپ کے

چاہتے تھے تمکو خوش آٹھوں پہر — تم بسورے اور بنی یہاں جان پر

آپ کی خاطر اُٹھائے دُکھ پہ دُکھ — دس برس تک ایکدن پایا نہ سُکھ

ہم پہ گذریں کیسی کیسی سختیاں — گذریں دشمن پہ نہ ایسی سختیاں

آئیگی خدمت ہماری یاد جب — ہوگے تم خود صاحب اولاد جب

کی چھٹی ہمنے تمہاری جس طرح — کی ہو شاید ہی کسی نے اس طرح

مونڈن اور ختنہ کیا کس دھوم سے — شہر کو کھانا دیا کس دھوم سے

ہو چکی جب بسم اللہ کی — راے تھی اسوقت اک اک کی یہی

تمکو مکتب میں بٹھانا چاہیئے | پڑھنے لکھنے پر لگانا چاہیئے

پر تمہارا دل نے اپنے زینہار | ڈالیئے اس عمر میں تم پر یہ بار

ایک دو بارہ امتحاں کے طور پر | تمکو مکتب میں جو دیکھا بھیجکر

سارے دن بیکل تمہاری ماں رہے | اور بڑی تم میں ہماری جاں رہے

پھر تمہارا ہمنے جب دیکھا یہ حال | تمکو ہے جانے سے مکتب کے ملال

جاتے ہو جب بیمزہ ہوتے ہو تم | گھر یوں ضد کرتے ہو اور روتے ہو تم

جلد مکتب سے اٹھا ہمنے لیا | آپ کے دل پر نہ میل آنے دیا

دل میں سمجھا ہو نہ جب بچہ کو شوق | لطف اسے پڑھنے میں آوے اور نہ ذوق

بھیجنا مکتب میں ہے اسکو ستم | باز آئے ایسے پڑھوانے سے ہم

اپنی رُت پر آپ پڑھ چڑھ لوگے تم | وقت جب آئیگا خود پڑھ لوگے تم

دوستوں نے ہمکو سمجھایا بہت | اپنے بیگانوں نے سمجھایا بہت

کھیل کی جب لگ گئی بچہ کو چاٹ | ہو گیا جی پڑھنے لکھنے سے اچاٹ

کارگر ہو اسکو پند اور قید کیا | اسکے پڑھنے کی ہے پھر امید کیا

یوں سنورنے کا نہیں نہار یہ — حق میں ہے زہر سکے لاڈ اور پیار یہ

پیار سے سمجھے تو یوں سمجھاؤ تم — ورنہ اٹھتے بیٹھتے دھمکاؤ تم

وقت یہ اغماض کرنے کا نہیں — اک بگڑا پھر سنورنے کا نہیں

کہتے تھے اپنے پرائے سب یہی — آتی تھی آواز روز و شب یہی

تمکو لیکن ہمنے جھڑکی تک نہ دی — جبر کرنے کو کبھی چاہا نہ جی

سن تمہارا جب زیادہ کچھ ہوا — پھر پڑھانے کا ارادہ کچھ ہوا

اک معلم رکھا اور اک خوشنویس — یاد ہوگی تمکو ان دونو کی فیس

ایک کو پانچ ایک کو ملتے تھے دس — یہ رہے نوکر برابر دو برس

اپنے اپنے فن میں تھے ہشیار یہ — پر رہے دونو سدا بیکار یہ

گرچہ تھی تاکید دونو کی شدید — پر نہ دی تمنے کبھی انکو رسید

تمکو کب فرصت تھی کود پھاند سے — بھاگتے تھے تم نوشت و خواند سے

مفت کی تنخواہ وہ پاتے رہے — نام کو ہر روز یہاں آتے رہے

تمنے آخر جب نہ کچھ پڑھکر دیا — دیکے کچھ دونوں کو رخصت کر دیا

ہمنے یہ سمجھا کہ ہے کوشش فضول ــ ساری تدبیریں ہیں اپنی بے اصول

لکھنا اور پڑھنا ہے سب تقدیر کا ــ تنگ ہے یہاں قافیہ تدبیر کا

جب ہوئے فضلِ الٰہی سے جواں ــ سر پہ شادی کا چڑھا بارِ گراں

منگنیاں ہوتی ہیں اکثر قوم میں ــ بیاہ ہوتے ہیں برابر قوم میں

کچھ بہت درکار زیور ہے نہ نقد ــ ہوتے اک شربت کے پیالہ پر ہیں عقد

گر کفایت سوچتے کچھ خرچ میں ــ بیاہ دیتے بس یونہیں ہم بھی تمہیں

اپنے دل میں یہ ہی ہمنے کہا ــ ایک بیٹا اور وہ بھی لاڈلا

گو تمام املاک بک جائے مگر ــ خرچ کیجے بیاہ میں دل کھولکر

کی اگر یہاں بھی کفایت پر نگاہ ــ اور ہمکو کونسے کرنے ہیں بیاہ

وقت یہ آتے نہیں پھر بار بار ــ کل خزاں ہے آج اگر یہاں بہار ہے

ہے فراغت اور عشرت تھا ساتھ ــ کرلیں کچھ ہم بھی کہ اب چلتا ہے ہاتھ

ٹھانکر یہ جی میں دی شادی رچا ــ اپنے سے جو ہو سکا سب کچھ کیا

گر نہ یاد اپنا رہا ہو تمکو بیاہ ــ شہر کے چھوٹے بڑے ہیں سب گواہ

رات دن جلسہ تھا ناچ اور رنگ کا / غلغلہ تھا ڈھولک اور مردنگ کا

دیکھنے آتی تھی خلقت جھوم جھوم / دور تک اس بیاہ کی پہنچی تھی دھوم

دور سب کے دل سے رنج و غم رہا / بیس دن تک یہاں یہی عالم رہا

جانتے ہیں قوم کے برنا و پیر / آج تک دیتے ہیں سب اسکی نظیر

کی نہ دینے میں کفایت پر نظر / جسکو دینا تھا دیا دل کھول کر

اگلی اور پچھلی پرانی اور نئی / شہر کی املاک ساری بک گئی

قرضہ تھا نقدی کا باقی جس قدر / گو ہوئی اس سے سبکدوشی مگر

رہن تھی جو گانو شادی میں کیئے / آجتک بے چین ہوں انکے لئے

ہے بہت انکے چھٹانے کا خیال / پر بظاہر انکا چھٹنا ہے محال

اب بہت نازک ہے حالت باپ کی / پہنچی یہ نوبت بدولت آپ کی

مال اور جاں سے زیادہ کوئی چیز / آدمی کو یہاں نہیں ہوتی عزیز

جان سے بھی ہم رہے خدمتگذار / مال بھی ہمنے کیا تمپر نثار

تمنے جو چاہا کھلایا وہ تمہیں / تمنے جو مانگا پہنایا وہ تمہیں

گھوڑے چڑھنے کے لئے تمکو دئیے — رکھے خدمتگار خدمت کے لئے

شوق جو اچھا برا تمنے کیا — ہمنے بھی تائید کی اُسکی سدا

خوب تمنے قدر کی ماں باپ کی — خوب خدمت کی ہماری واہ وا

تھا نتیجہ جاں فشانی کا یہی — تھا صلہ سوز نہانی کا یہی

باپ کا تمکو ادب اصلا نہیں — ماں کی خدمت کی تمہیں پروا نہیں

گھر میں دو دو دن نہیں آتے ہو تم — آتے ہو اک اک سے لڑ جاتے ہو تم

لوگ شاکی ہیں تمہارے جا بجا — خود برا کہہ کے سنتے ہو برا

ہیں تمہارے سارے اوباشوں کے ڈھنگ — تم سے خوردوں اور بزرگوں کو ہے ننگ

ملنے والے ہیں تمہارے بادہ خوار — اور جواری ہیں تمہارے دوستدار

مرغ ہمنے بھی لڑائے ہیں بہت — اور کبوتر بھی اُڑائے ہیں بہت

پر ہمارا حال تم جیسا نہ تھا — ضبط تھا ہمکو بھی پر ایسا نہ تھا

اپنے سب کاموں کو جب بھگتا لیا — دو گھڑی اس میں بھی دل بہلا لیا

تم تو دنیا اور دیں سب چھوڑ کر — ہو انہیں مصروف عیش غرق آٹھوں پہر

ہے غرض ایسی ہی جو ہتے ہیکو دہت — فکر دنیا ہے نہ فکر آخرت
ہم پہ سب ہنستے ہیں اشراف و رذیل — کر دیا تمنے تو ہمکو بھی ذلیل
کر چکا تھا قرض پہلے ہی زبوں — اور تمنے کر دیا عزت کا خوں
منہ نہیں ہوتا کسی کے روبرو — خاک میں تمنے ملا دی آبرو
بہتر اپنا یہاں سے اُٹھ جانا ہے اب — رہگیا پھر کیا گئی عزت ہی جب
باپ کا تم جانتے ہو اپنے حال — قرض میں جکڑا ہوا ہے بال بال
ہاتھ میں زر ہے نہ بازو میں ہے زور — مار کر فکروں نے کر ڈالا ہے بھور
کام کی باقی نہیں اپنے میں تاب — مدتوں سے دے چکی ہمت جواب
گور میں لٹکائے بیٹھے پائوں ہیں — جا کے اب بن میں بساتے گانوں ہیں
آپ میں ہوتا اگر کچھ حوصلا — آدمیت کا تھا اب یہ مقتضا
سر پہ لیتے اپنے۔ گھر کا بوجھ ٹک — باپ کو فکروں سے کر دیتے سبک
ہم رہے جیسے فدا تم پر مدام — تم بڑھاپے میں ہمارے آتے کام
ہم رہے اب تک تمہارے سر براہ — اب ہمارے بنتے تم پشت و پناہ

ہم بھی یہاں سکھ پاتے کچھ اولاد کا — نام چلتا دیکھتے اجداد کا

پر خدا کو تھا یہی منظور آہ — ہوتے وارث کسے ہو گھر اپنا تباہ

جب کریں دنیا سے ہنگامِ سفر — ہم بھرا گھر جائیں ویران چھوڑ کر

خیر اب ہمکو تو یہاں رہنا ہے کم — کوئی دن کے اور ہیں مہمان ہم

پر تمہیں ہے کاٹنی اک عمر یہاں — ہو ابھی فضلِ الٰہی سے جواں

اب بھی اپنی حرکتوں سے باز آؤ — ڈھیل پر بازیِ دوراں کے نہ جاؤ

بس گئیں حد سے گذر رسوائیاں — کب تلک آخر یہ بے پروائیاں

ناز و نعمت کا زمانہ ہو چکا — خواب غفلت کا زمانہ ہو چکا

گردشِ گردوں ہے ہر دم گھات میں — شاطرِ دوراں ہے فکرِ مات میں

ہاتھ سے جا کر نہیں آتا ہے وقت — دیکھو بھائی ہاتھ سے جاتا ہے وقت

گر رہے اب بھی نہیں تم نا درست — خود زمانہ تمکو کر دیگا درست

گردشیں دینگی نکال ایک ایک بل — ٹھوکریں کھا کھا کے جاؤ گے سنبھل

پھر سنبھلنا واں یہ کس کام آئیگا — جب سنبھلنے سے نہ سنبھلا جائیگا

ہوگی اڑنے کی ہوس تمکو اگر — ہونگے اڑنے کے نئے اُسدن بال و پر
عقل ہوگی پر نہ ہوگا اقتدار — عزم ہوگا پر نہ ہوگا اختیار
جب کہ گیتی رنگ یہ دکھلائیگی — تب ملامت باپ کی یاد آئیگی

باپ یہ سب کر چکا تقریر جب — سر جھکا کر از رہِ شرم و ادب
عرض کی بیٹے نے ارشاد آپکا — قبلۂ عالم سراسر ہے بجا
آپ کی اور والدہ کی شفقتیں — آخری دم تک نہ بھولینگی ہمیں
حق ہیں سینے میں مضمر آپکے — نقش ہیں احسان دل پر آپکے
میری جو دلجوئیاں کیں آپنے — وہ نہ کی ہونگی کسی ماں باپ نے
اچھے سے اچھا کھلایا آپ نے — اچھے سے اچھا پہنایا آپ نے
جان و دل ہم پر فدا کرتے رہے — ناز برداری سدا کرتے رہے
ہے بڑے افسوس کا لیکن مقام — شفقتیں کچھ آپکی آئیں نہ کام
وہ محبت اور نوازش آپ کی — حق میں اپنے زہرِ قاتل ہوگئی

خدمت عالی میں (گستاخی معاف) — عرض کر سکتا نہیں میں صاف صاف

پر جہاں ہو بات کہنے کا محل — وہاں نہیں خاموش رہنے کا محل

گو کہ ہوں میں سر بسر تقصیر وار — مجھسے ہے نوعِ بشر کو ننگ و عار

دھوم ہے میری بدی کی جابجا — عیب ہے مجھسے بزرگوں کو لگا

کو بکو آوارہ صبح و شام ہوں — شہر میں رسوا ہوں اور بدنام ہوں

بے ہنر مجھسے نہیں ہوتے کہیں — پر میری تقصیر کچھ اسمیں نہیں

اُٹھے ہم جیسا اُٹھایا آپنے — بنگئے جیسا بنایا آپنے

کہتے ہیں اخبار میں آیا ہے یہ — مخبرِ صادق نے فرمایا ہے یہ

اصل فطرت میں ہیں سب بچے رشید — غیب سے آتے ہیں بنکے سب سعید

پھر اُسی رستے پہ پڑ جاتے ہیں وہ — رُخ جدہر ماں باپ کا پاتے ہیں وہ

آئے تھے ہم جستجو میں راہ کی — تھی فقط درکار ہمکو رہبری

آپ نے جو راہ دی ہمکو بتا — ہمنے لی وہ راہ بے چون و چرا

آپ کے انعام اور احسان سب — یوں اگر کہئے تو لوٹیں ماں سب

پر اگر انصاف کچھ فرمائیں آپ — اسطرح مجھکو نہ پھر شرمائیں آپ

ذکر یہ بچپن کا جو فرماتے ہیں آپ — اپنے احسانوں سے شرماتے ہیں آپ

ہاں مقرر مامتا ماں باپ کی — حق میں بچوں کے ہے اک نعمت بڑی

گر نہو ماں باپ کو انکا خیال — پرورش پانا ہو بچوں کا محال

پر نہیں کچھ اس میں دخل انسان کا — اسمیں ہے ماں باپ کا احسان کیا

جان دے پانی اگر کھیتی میں ڈال — یا وہ کر دے خشک پودوں کو نہال

اسمیں پانی کا نہیں کچھ اختیار — ہے یہ خاصیت عطائے کردگار

کچھ نہیں تخصیص یہاں انسان کی — ہے یہی خصلت ہر اک حیوان کی

جانور بھی جو نہیں رکھتے تمیز — سب کو بچے اپنے ہوتے ہیں عزیز

بھوک میں لیتے ہیں سب انکی خبر — پیاس میں کرتے ہیں سب حلق انکا تر

زد میں جب دشمن کی پاتے ہیں انہیں — زد سے دشمن کی بچاتے ہیں انہیں

آنکھ سے اوجھل وہ ہوتے ہیں جب — ڈھونڈتے پھرتے ہیں سو مضطرب

ہے غرض الفت وہی حیوان کو — لاگ جو بچوں سے ہے انسان کو

دی ہے آگ اک دل میں قدرت نے لگا
جس سے دل بس میں نہیں ماں باپ کا

جبکہ قابو میں نہیں رہتا ہے دل
مانتے ہیں دل کی جو کہتا ہے دل

فکر میں گھلنا سدا اولاد کے
جھیلنے دکھ برملا اولاد کے

کچھ خوشی ماں باپ کے دل کی نہیں
پھر کریں کیا مانتا دل ہی نہیں

وہ تو کرتے لاکھ بار اُنسے گریز
کیا کریں ہے آتما کی آنچ تیز

اُس خدا نے ذات ہے جسکی حکیم
جسکی حکمت اور حکومت ہے قدیم

ہوش خُردوں کو نہیں جبتک دیا
اُنکا ضامن ہے بزرگوں کو کیا

تاکہ بیہوشی میں لیں اُن کی خبر
جو کسی اُنکی کریں آٹھوں پہر

ہوں اگر بھوکے تو کچھ اُنکو کھلائیں
ہوں اگر پیاسے تو کچھ اُنکو پلائیں

جاگتے سوتے ہوں اُنکے پاسباں
بیٹھتے اُٹھتے ہوں اُنپر جانفشاں

اُنکو بےکل دیکھکر ہوں بیقرار
اُنکی بیماری میں ہوں بیماردار

بےبسی کے دن نکلواتا ہے یوں
اپنے مدہوشوں کو بلواتا ہے یوں

ہر بشر کو دی ہے مہر اولاد کی
اسطرح دنیا ہے یہ آباد کی

گر نہ ہو یہ مامتا انسان میں — خانماں ویراں ہو سب اک آن میں

اس سے بچ سکتا کوئی انسان نہیں — اس میں کچھ اولاد پر احسان نہیں

جبکہ دکھتا ہے کوئی عضوِ بدن — سارے ہو جاتے ہیں بیکل مرد و زن

کرتے ہیں تدبیر ہو سکتی ہے جو — درد کی تکلیف کھو سکتی ہے جو

درد کی جب تک کسک جاتی نہیں — کچھ کئے بن انکو بن آتی نہیں

ہے یہی بالکل مثال اولاد کی — کیونکہ ہے جزوِ بدن اولاد بھی

کل سے اُنکی کل سدا پاتے ہیں دل — دکھ سے اُنکے سب کے دکھ جاتے ہیں دل

پیاس میں بچوں کو روتا دیکھکر — کیا کریں پانی نہ دیں اُنکو اگر

بھوک میں جب دئیں بچے زار زار — چھوڑ دیں کسطرح اُنکو بیقرار

اُنپہ گر سختی گذرتی ہے ذرا — اُنسے یہاں دہ چند ہوتی ہے سوا

اُنکا خوش جن بات سے ہوتا ہے جی — حصر ہے اُس بات پر انکی خوشی

اُنکی کلفت ہے بلا انکے لئے — اُنکی فرحت ہے غذا انکے لئے

طبع انساں کا ہے یہ جب اقتضا — کیا کرے گر ہو نہ بچوں پہ فدا

اپنی راحت خوش نہیں آتی کسے — اپنی آسائش نہیں بھاتی کسے

جبکہ مصرف دودھ کا کوئی نہ پائیں — کیوں نہ مائیں اپنے بچوں کو پلائیں

انکو بن بچوں کے نیند آئے نہ جب — کیوں نہ چھاتی سے لگاکر سوئیں سب

کس طرح غافل ہوں پھر اولاد سے — جب نہ بن دیکھے ہو چین اولاد کے

کہتے ہیں بچوں کو ہم کرتے ہیں پیار — اور دل کو اپنے دیتے ہیں قرار

ظاہرا انکی خوشی کرتے ہیں یہ — اور ٹھنڈا اپنا جی کرتے ہیں

مار پر ہاتھ انکی اٹھتا ہے اگر — دل کو رہتا ہے قلق دو دو پہر

اسلئے رکھتے ہیں انکو پیار سے — کیونکہ دل دکھتا ہے انکی مار سے

پیار انہیں کرتے ہیں سب اپنے لئے — انکا دم بھرتے ہیں سب اپنے لئے

ایک شفقت میں ہے دوہری منفعت — پرورش انکی اور اپنی مصلحت

چین پر انکے بھی ہو شاید نظر — انسے چین اپنا مقدم ہے مگر

بھولکر بھی کوئی نام انکا نہ لے — پر طبیعت چین یہاں لینے بھی دے

شفقتیں ایسی ہی سمجھیں آپ سب — کرتے ہیں بچوں پہ جو ماں باپ سب

اب رہی شادی چھٹی اور بیاہ کی | رسم مونڈن اور الستم کی
گو ہے یہاں دم مارنا بے غیرتی | ناسپاسی اور کافر نعمتی
بات لیکن یہ کہے بنتی نہیں | خواہ نفریں کیجئے خواہ آفریں
شادیوں میں آپ نے جو کچھ کیا | میری تقریبوں میں جو جو کچھ دیا
تھا وہ سب کچھ اپنی عزت کے لئے | نیکنامی اور شہرت کے لئے
تھا بہانہ یہ کہ ہے عقدِ پسر | تھی مگر اپنی نمایش پر نظر
ہر طرف مدح و ثنا تھی آپ کی | ہر زباں پر واہ وا تھی آپ کی
چپ تھے سارے خُردہ گیر و نکتہ چیں | سب یہ کہتے تھے کہ حضرت آفریں
دوست ہی کرتے نہ تھے بس واہ وا | دشمنوں نے بھی لئے تھے سر جھکا
معترف بیگانے اور اپنے تھے سب | تھا جہاں چرچا یہی تھا روز و شب
تھا ہمارا کام اور نام آپ کا | بلکہ تھا سب نام اور کام آپ کا
بھانہ ہمکو دھیان تک شادی کا تھا | اور نہ ارماں گھر کی آبادی کا تھا
بیاہ یا شادی کا جب سنتے تھے نام | تھا ہمیں اک اک کا مُنہ تکنے سے کام

ہمکو تھا شادی سے ایسا ہی لگاؤ
بیاہ کا ہو جیسے اک گڈے کو چاؤ

آپ کے دل میں تھے کچھ ارماں بھرے
بیاہ اٹھا کر وہ ہمارے سر دھرے

مفت ہم شرمندۂ احساں ہوئے
اور پورے آپ کے ارماں ہوئے

گھر میں جو نقدی تھی یا اسباب تھا
یا سہارا تھا کچھ اک جاداد کا

کی نہ حضرت نے نظر انجام پر
کر دیا قربان سب اک نام پر

آپ کی تو نبھ گئی عزت کے ساتھ
سو سے بہتر عیش و عشرت کے ساتھ

پر ہماری کس طرح ہوگی بسر
گھر میں دولت ہے نہ ہاتھوں میں ہنر

ہے ہمیں اب آفتوں کا سامنا
ہو گیا عزت کا مشکل تھامنا

کر دیا خوں زور و زر کا آپ نے
گھاٹ کا رکھا نہ گھر کا آپ نے

آپ کو ہوتا اگر منظور یہ
کاہشیں ہمسے رہیں سب دور یہ

جور گردوں سے نہوں پامال ہم
بعد حضرت کے رہیں خوشحال ہم

شادیوں میں رائگاں کھوتے نہ مال
اپنی شہرت کا نہ کرتے کچھ خیال

کھولتے ہم پر نہ در افلاس کے
چھوڑ جاتے کچھ ہمارے واسطے

ہم پہ احساں آپ یہاں کرتے اگر — علم کی دولت سے کرتے بہرہ ور

کھول کر تعلیم میں دل کے خرچ — ہوتا کچھ ہوتا اگر کاموں میں حرج

علم کا تھا ہمکو بے شک شوق کم — کانپتے تھے نام سے پڑھنے کے ہم

بے خبر تقدیر کی گھاتوں سے تھے — بھاگتے ہم کام کی باتوں سے تھے

تھے نصیحت سے بزرگوں کی نفور — رہتے تھے ستا سے اُنکے دُور دُور

پاس عزت کا نہ ڈر ذلت کا تھا — پردہ آنکھوں پر پڑا غفلت کا تھا

تھے مگر ہر طرح بس میں آپکے — حکم سے باہر نہ تھے ماں باپ کے

ہمسے سرزد جب خطا ہوتی کوئی — یا کہ حرکت ناسزا ہوتی کوئی

گو کہ دل کڑھتا سزا سے آپ کا — دل پہ کرتے جبر پر دیتے سزا

آپ کی خفگی کا ڈر ہوتا اگر — تربیت کا کچھ نہ کچھ ہوتا اثر

گر وطن میں تربیت آساں نہ تھی — کچھ جدائی خارج از امکاں نہ تھی

سوچتے انجام کی بدبختیاں — کرتے فرقت کی گوارا سختیاں

بھیجدیتے گھر سے باہر چند روز — لیتے دھر چھاتی پہ پتھر چند روز

مصلحت پر کرتے الفت کو فدا — کچھ دلوں اپنے سے کر دیتے جدا

یاد سے اپنی بھلا دیتے ہمیں — پر کسی قابل بنا دیتے ہمیں

گر جدائی آپ کو آتی نہ راس — دل ہماری یاد میں رہتا اوداس

درد فرقت سے نہ کچھ گھبراتے آپ — دل بہلتا جس طرح بہلاتے آپ

شادیوں میں خرچ جو اٹھتا فضول — ہمکو فخر کیا ہوا اس سے حصول

تربیت میں اپنی وہ اٹھتا اگر — ہم نہ ہوتے خوار شاید اس قدر

گھر میں کچھ باقی نہ رہتا اپنے جب — چار سو پاتے کھلی راہ طلب

ہاتھ میں ہوتا اگر کچھ بھی ہنر — رہتے عزت سے نکل جاتے جدھر

اپنے حق جتنے بتائے آپ نے — ہم پہ جو احسان جتائے آپ نے

یوں تو ہیں وہ قابل تسلیم سب — کیونکہ ہے ہمکو یہی حکم ادب

کرتے ہیں جب دل میں لیکن غور ہم — اپنا حصہ انہیں کچھ پاتے ہیں کم

یاد ہیں سب ہمکو احسان آپ کے — کچھ امیدیں تھیں کچھ ارمان آپ کے

اپنی خوشیاں کرتے تھے پوری مگر — تھی مصالح پر ہمارے کم نظر

ایسے احسانوں سے ہو دل شاد کیا	ہم بزرگوں کو کرینگے یاد کیا

باپ سے جوشِ جوانی میں پسر | باتیں کچھ کہتے تو کچھ گذرا مگر
کچھ جی میں اپنے شرمایا بہت | جرأتِ بیجا سے پچھتایا بہت
گو دئے الزام سب اپنے مٹا | پر نہ مٹ سکتا تھا حق ماں باپ کا
دے رہا تھا باپ کو زک صاف صاف | کچھ رہا تھا دل مگر اسکے خلاف
دعوے احساں سے سبکدوشی تھے | پر دبی جاتی تھی گردن بوجھ سے
گو زباں بس میں نہ تھی نادان کی | پر گلے میں تھی کمند احسان کی
کر کے عذرِ شوخ چشمی باپ سے | گر پڑا قدموں پہ آکر باپ کے
دل جو امڈا دیر تک روتا رہا | متصل اشکوں سے مونہ دھوتا رہا
گو ہوئی تھی باپ کو خفت کمال | پر یہ دیکھا اسنے جب بیٹے کا حال
جلد قدموں پر سے سر اسکا اٹھا | اپنی چھاتی سے لیا اسکو لگا
پھر کہا بیٹے سے اے لختِ جگر | کیوں ہوئی تجھکو ندامت اسقدر

تمنے جو الزام ہیں مجھکو دیئے — اس سے بڑھکر کیا خوشی ہوگی مجھے

شکر ہے اتنی تو ہے تمکو خبر — باپ نے رکھا ہے تمکو بے ہنر

سب ہے تمسے سلوک اُسنے کیئے — جو بھلائی کی وہ کی اپنے لئے

باپ تو کہتا ہی تھا تمکو برا — تمنے کر دی باپ کی ثابت خطا

چاہئے اسکے سوا کیا باپ کو — باپ کے تم رہنما پیری میں ہو

پر مری جان ہم تو ہیں پا در رکاب — آنیوالی ہے اجل ہم پر شتاب

فی الحقیقت گر ہوئی ہمسے خطا — حاصل اب اسکے جتانے سے ہے کیا

عمر رفتہ پھر ملے جب باپ کو — اس نصیحت پر عمل تب ہو تو ہو

جب کہیں بیٹا ہو پیدا دوسرا — عمر بھی اُسکو کرے خالق عطا

اور رہے سر پر سلامت باپ بھی — بات بھی بگڑی نہ ہو یوں باپ کی

تب نصیحت ہو تمہاری سود مند — ہو سکے تب باپ اُسپر کاربند

جبکہ یہ ممکن نہیں ہے جان جاں — ہے ہمیں الزام دینا رائگاں

سرزنش کا وقت ہی جب ہو چکا — سرزنش اب تمنے کی ہمکو تو کیا

رُت ہماری تو گئی ساری گذر
ہو ابھی تم جو ہنر قابل مگر

غلطیاں سب باپ کی ہو جانتے
اپنے نیک و بد کو ہو پہچانتے

راہ پر چاہو تو آ سکتے ہو تم
ہمنے جو کھویا ہے پا سکتے ہو تم

ہو گئی یا لغزش جو کچھ باپ سے
ہے تلافی اسکی ممکن آپ سے

تربیت بیجا کریں ہم یا بجا
تربیت ماں باپ کی ہے چیز کیا

نوجوانی کا نشہ چڑھتا ہے جب
سب دھری رہتی ہے تعلیم و ادب

ہاں مگر جو عقل خود رکھتے ہیں یہاں
ٹھیک رہتے ہیں وہی ہو کر جواں

ہر کوئی بیج اپنا خود بوتا ہے خوب
کام اپنا آپ ہی ہوتا ہے خوب

پہلے اپنا سوچ لو انجام تم
دیتے رہنا پھر ہمیں الزام تم

ہمنے بچپن میں بگاڑا ہے اگر
اب تو تم عاقل ہو خود جاؤ سنور

اب بھی گر حالت نہ بدلی آپ کی
آپ کی بھی پھر مثل ہوگی وہی

باپ نے بیٹے کو نالائق کہا
بیٹا نالائق ہی سچ مچ بنگیا

تاکہ کہنا باپ کا جھوٹا نہ ہو
نسبتِ نالائقی بیجا نہ ہو

ہے پسندیدہ اطاعت باپ کی — پر نہ ایسی جیسی اس بیٹے نے کی

ہے اگر بیٹا اطاعت اس کا نام — ایسی ناواجب اطاعت کو سلام

تمّت

اشتہار

مفصلہ ذیل کتابیں لاہور میں منشی فضل دین تاجر کتب لاہور بازار کشمیری اور دہلی میں مولوی عبدالعلی صاحب مقیم گلی قاسم جان اندارہ کنوئیں سے مل سکتی ہیں قیمت یا بذریعہ منی آرڈر آنی چاہیئے یا بطور ویلیو پی ایبل وصول کیجاے گی

نام کتاب	قیمت فی جلد	محصول
مثنوی حقوق اولاد	/۰۲	/۰
حیات سعدی	عسہ	/۲
دیوان اردو و قطعات نواب مصطفیٰ خان مرحوم حسرتی	عسعہ /۴	/۲
مناجات بیوہ	/۲	/۰
سفرنامہ ناصر خسرو	/۱۲	/۱

مسدس کے نسخے وا آیندہ اشتہار کے منتظر ہیں ؂

راقم

الطاف حسین حالی از دہلی کوچہ پنڈت